

اہل مدارس کیلئے لکھنوی فکر

ساتھ کہاں تک تحقیق کا شوق پیدا کرتے ہیں جدید موضوعات پر ان کے پاس کیا معلومات ہیں اور خاص کر دنیا کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے کیا جدید اسلوب اختیار کیے ہیں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ ہمارے ذمہ ہے ہمیں سنجیدگی کے ساتھ اس موضوع پر غور فکر کرنا چاہیے ہم نے آنے والے وقت کیلئے کتنے ماہرین تعلیم تیار کیے ہیں۔ کتنے فرض شناس اور رہنما پیدا کیے اس لئے ہم تمام مدارس کے ذمہ داران سے یہ گزارش کریں گے کہ وہ ارباب فکر و دانش سے مشاورت کریں اور مدارس کی تعلیمی سہولتوں کو بہتر بنانے کیلئے کوئی مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں۔ اور پورے خلوص سے اپنی ذمہ داری کو ادا کریں۔ ہمیں امید ہے کہ ان محروم و ضائع پرشکستہ دل سے غور کیا جائے گا۔

ماہ رمضان المبارک اور اسکے تقاضے !

ياايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون

ماہ رمضان مسلمانوں کے لئے نہایت متبرک مہینہ ہے جس میں تمام مسلمان عبادت ریاضت اور تزکیہ نفس میں مصروف ہوتے ہیں۔ یہی وہ ماہ مبارک ہے جس میں نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں روزے نفس کی پالیدگی، نیت کی پاکیزگی کے ساتھ تقویٰ اور پرہیز گاری کا ایک ایسا جامع تصور پیدا کر دیتے ہیں کہ انسان ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے۔ نیکی اور عمل صالح کی طرف رجحان بدی اور عمل سوء سے اجتناب کا جذبہ اجاگر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقرب انکی رضا اور خوشنودی مقصود و مطلوب ہوتی ہے جس کیلئے ہر وہ عمل کیا جاتا ہے جس کا حکم رب کریم نے دیا ہے اور انکی مخلوق کے ساتھ بھلائی خیر خواہی صلہ رحمی، ہمدردی کرتا ہے۔ جس سے ایک صالح معاشرہ پروان چڑھتا ہے۔ روزے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے جس عمل کو تیس دن دھرایا جائے اور پورا دن جس کا تصور ذہن میں رہے اور بار بار اس کا احساس ہوتا رہے۔ وہ انسان کو بہت محتاط بنا دیتا ہے۔ تاکہ اس کا عمل ضائع نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حکم عدولی سے پرہیز کرتا ہے۔ منکرات سے دور بھاگتا ہے تاکہ سرکشی کرنے والوں میں اس کا شمار نہ ہو وحدیث میں آتا ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے جب رمضان آتا تو منادی کہنے والا منادی کرتا ہے ”یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقص“

ہمارے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا ہو چکے ہیں اخلاقی گرواٹ، اشیاء خوردنی میں ملاوٹ، اخلاق باختہ مناظر، ظلم و زیادتی، چوری و ہزنی، قتل و غارت، اغوا برائے تاوان، انصاف میں تاخیر، رشوت خوری، دیگر جرائم اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ ان کے خاتمے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی جس میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اصلاح احوال کی یہی ایک صورت نظر آتی ہے کہ انسانوں میں تقویٰ ہر پرہیز گاری پیدا کی جائے جس کیلئے روزوں سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ الصوم جنت کا روزہ ڈھال ہے انسان بدی اور برائی کا

دینی مدارس میں عموماً سال کا آغاز شوال جبکہ اختتام شعبان میں ہوتا ہے آجکل اکثر مدارس اور جامعات میں سالانہ امتحانات اور اختتامی تقریبات منعقد ہونے کے ساتھ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندیاں ہو رہی ہیں۔ جواب اپنی عملی زندگی کا آغاز کریں گے۔ جن طلبہ میں علمی استعداد و فنون میں رسوخ فقہی مسائل پر گہری نظر معاشرتی و سماجی زندگی کا شعور، عقیدے کی پختگی، کتاب و سنت کے منہج کو حکمت و بصیرت کے ساتھ پیش کرنے کا اسلوب پایا جاتا ہے وہ یقیناً عملی زندگی میں کامیاب و کامران ہیں۔ ایسے ادارے جو روز اول سے طلبہ میں یہ صلاحیت پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں ان کی کارکردگی بہت عمدہ اور بہتر ہوتی ہے۔ ایسے ادارے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ان کے منتظمین اور اساتذہ کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اچھی تعلیم اور بہترین تربیت معیار قرار پاتی ہے۔ جبکہ بعض اداروں کے ہاں معیار تعلیمی برتری نہیں بلکہ تعداد ہے۔ ان کے ہاں آخری کلاسوں میں طلبہ کی تعداد ادارے کے حجم سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ غلی کلاسوں میں طلبہ نادر و آخری کلاس میں ایسے طلبہ کو بھی داخلہ دے دیا جاتا ہے جن کی علمی استعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ یا وہ طلبہ جو اخلاقی مجرم بھی ہوتے ہیں لیکن انہیں داخلہ دیکر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یہ طلبہ محنت سے جی چراتے ہیں اور محض وقت گزاری کے لئے مدارس میں قیام کرتے ہیں فارغ ہو کر معاشرے کی اصلاح کی بجائے بگاڑ اور تخریب کا سبب بنتے ہیں۔ علم میں نا پختگی اور دینی مسائل سے عدم واقفیت کی وجہ سے جگہ ہنسائی کا سبب بنتے ہیں مختلف مسائل میں الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ عربی زبان نہ آنے کے باعث براہ راست کتاب و سنت سے استنباط کا ملکہ نہیں رکھتے۔ جس کے باعث روزمرہ کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے ایسے حضرات خود بھی مسائل کا شکار ہوتے ہیں اور ان کے مقتدی بھی پریشان!

ہم ان سطور کے ذریعے مدارس کے مہتمم حضرات کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ تعلیمی ماحول پیدا کریں جو طلبہ کیلئے باعث کشش ہو جس سے ان میں دلچسپی پیدا ہو۔ اہل مدارس کو یہ بات بخوبی جان لینی چاہیے کہ یہ دور دوبارہ علم و تحقیق کی طرف گامزن ہو چکا ہے۔ آنے والے وقت میں وہی شخص صاحب عزت و شرف ہوگا جو اپنے فن میں کمال درجے کو پہنچا ہوگا۔ اب یہ مزاج بن چکا ہے اور پوری دنیا میں کسی قوم کی ترقی کا معیار ان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ یہ تعلیم کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتی ہو جن اقوام نے اس کی پیش بندی کر لی ہے اور وہ ہمہ تن گوش ہو کر تعلیم پر توجہ دے رہے ہیں۔ آج دنیا پر ان کی گرفت مضبوط ہو رہی ہے۔ انہی علوم کے ذریعے وہ عالمگیریت قائم کرنا چاہتے ہیں اسی لئے تمام ترقی یافتہ ممالک میں بھی زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ افراد پیدا کرنے کی دوڑ شروع ہو چکی ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ مادیت کے حصول کیلئے ہے۔

اب ہم اہل مدارس کیلئے لکھنوی فکر یہ ہے کہ صرف دینی علوم پڑھاتے ہیں اس اساسی اور بنیادی تعلیم میں ہم کس حد تک کامیاب ہیں ہمارے ادارے طلبہ میں علم میں رسوخ کے